حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تجدید دین تمام بدعات کو مٹانے پر حاوی ہے

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۳؍جنوری ۱۹۷۶ء بمقام کوٹھی صاحبزادہ مرزا منیر احمد صاحب جہلم)

تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور نے فرمایا:-

جلسہ سالانہ کے بعد جنوری کے دوسرے ہفتہ میں میرے جگر اور انتڑیوں میں شدید تکلیف ہوگئی تھی۔ جس کے نتیجہ میں ایک تو قبض ہوگئی اور دوسرے معدے اور انتڑیوں میں بڑی سخت جلن ہونے لگی۔ ایسا لگتا تھا کہ معدے میں آگ لگی ہوئی ہے۔ ۸۔۱۰ دن اسی حالت میں گزر گئے۔ ربوہ میں ہمارے جو ڈاکٹر ہیں ان کو میں نے کئی دفعہ بتایا کہ میرے معدہ میں سوجن ہے مگر ان کا خیال صحیح تشخیص کی طرف نہیں گیا۔ پھر جب میری تکلیف بڑھ گئی تو میں نے راولپنڈی سے اپنے احمدی ڈاکٹروں کو بلا کر ان سے مشورہ کیا انہوں نے کہا آپ کو معدے میں تکلیف ہے لیکن کوئی فکر کی بات نہیں۔ ایک تو تیزابیت (Acidity) کی زیادتی ہے دوسرے جگر میں تکلیف ہے اس لئے ورم ہو گیا ہے۔ انہوں نے دوائیں دیں کافی فرق پڑ گیا ہے لیکن ابھی تک پورا افاقہ نہیں ہوا۔

آج صبح سے مجھے شدید سر درد ہے۔ میں نے درد دور کرنے کی دوائی استعمال کی مگر بیماری کی وجہ سے کچھ ضعف اور کچھ سر درد کی وجہ سے بے چینی ہے۔ میری طبیعت ٹھیک نہیں تھی لیکن اس خیال سے کہ جہلم کی جماعت کو کم ہی موقع ملتا ہے یا مجھے یوں کہنا چاہئے کہ مجھے کم ہی موقع ملتا ہے کہ میں نماز جمعہ میں جہلم کی جماعت کی شکلیں دیکھ لوں اور اُن کو کچھ باتیں کہہ سکوں۔

اس کے علاوہ بعض دوسرے مقامات سے بھی دوست آئے ہوئے ہیں اس لئے میں جمعہ کی نماز پڑھانے آ گیا ہوں۔ ایک ضروری امر کے متعلق میں مختصر سا خطبہ دوں گا اور وہ یہ ہے کہ ہم خود کو احمدی کہتے ہیں۔ ہمارا یہ دعویٰ ہے کہ ہم احمدی مسلمان ہیں اور یہ دعویٰ اس لئے ہے کہ آج سے قریباً ۸۰ سال پہلے ایک شخص نے مسیح اور مہدی ہونے کا دعویٰ کیا یعنی اُس مسیح کا جس کی امت محمدیہ کو بشارت دی گئی تھی اور اُس مہدی کا جس کا ذکر حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بشارات میں ہے اور جس کے آنے کے بارہ میں قرآن کریم میں اشارے پائے جاتے ہیں اور جن آیات کی تفسیر کرتے ہوئے صلحائے امت نے بڑی وضاحت سے بیان کیا ہے کہ یہ مسیح کے زمانے کی خبریں ہیں اور یہ باتیں مہدی علیہ السلام کی صداقت کے دلائل ہیں۔ مدعی نے یہ دعویٰ کیا کہ میں اُن بشارتوں کے مطابق آیا ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے ہمارے بزرگوں کو مسیح اور مہدی علیہ السلام کو شناخت کرنے کی توفیق عطا فرمائی۔ پھر بعد میں آنے والی نسلوں میں سے ساری دُنیا میں احمدی پیدا ہو گئے یعنی ملک ملک کے اصلی باشندوں میں سے بھی احمدی ہو گئے۔ کچھ تو وہ احمدی ہیں جو باہر سے جا کر آباد ہوئے میں اُن کا ذکر نہیں کر رہا۔ ہر ملک کے اصلی باشندوں میں سے ایسے افراد اور بعض جگہ ایسے گروہ اور بعض جگہ اتنے بڑے گروہ کہ جن کی تعداد لاکھوں کی ہے اللہ تعالیٰ نے اُن کو یہ توفیق عطا فرمائی کہ وہ اس مدعی کو پہچانیں اور اس پر ایمان لائیں۔

اس ایمان کے نتیجہ میں جیسا کہ پہلے بتایا گیا تھا ساری دُنیا آپ کی مخالف ہوگئی۔ عیسائی اس لئے مخالف ہو گئے کہ مہدی علیہ السلام نے کہا مجھے اس لئے مبعوث کیا گیا ہے کہ میں عقلی دلائل کے ساتھ اُس صلیب کو توڑ کر پھینک دوں جس نے مسیح کی ہڈیوں کو توڑا اور آپ کے جسم کو زخمی کیا تھا۔ ہندوؤں سے کہا میں تمہاری اصلاح کے لئے آیا ہوں۔ جس اوتار کا تم انتظار کر رہے تھے، اُس حیثیت میں مجھے تمہاری طرف بھی بھیجا گیا ہے تو وہ غصے میں آ گئے۔ پھر عیسائیوں کی رسومات، اُن کی عادتیں، غلط خیالات اور گندے عقائد اُن میں پیدا ہو چکے تھے مثلاً شرک کا عقیدہ ایک نہایت گندا عقیدہ ہے۔ مہدی علیہ السلام نے کہا میں ایسے غلط خیالات کو مٹا دوں گا۔ ظاہر ہے وہ بھی اس سے خوش تو نہیں ہو سکتے تھے۔ جہاں تک نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

کی طرف منسوب ہونے والوں کا تعلق تھا۔ ایک حدیث میں آتا ہے کہ مہدی علیہ السلام کے وقت اسلام میں اس قدر بدعات شامل ہو چکی ہوں گی کہ جب مہدی آکر اسلام کو اِن بدعات سے پاک کر کے صحیح شکل میں لوگوں کے سامنے پیش کرے گا تو اس زمانے کے مسلمان کہیں گے یہ اسلام نہیں ہے یہ تو کوئی نیا دین لے آیا ہے۔ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے الفاظ ہیں کہ لوگ کہیں گے مہدی ایک جدید دین لے کر ہماری طرف آ گیا ہے ہم اس کو کس طرح مانیں۔ اس کا مطلب ہوا ہمیں اسلام چھوڑنا پڑے گا۔ حالانکہ حقیقت یہ ہوگی کہ وہ اسلام کو چھوڑ چکے ہوں گے اور مہدی علیہ السلام اُن کے سامنے صحیح اور صاف اور پاک اور مصفّٰی اسلام کو اس کی پوری رعنائی اور پورے حُسن کے ساتھ پیش کر رہے ہوں گے اور لوگ کہیں گے کہ یہ نیا دین لے کر آ گیا ہے۔ گویا اس طرح یہ لوگ مہدی علیہ السلام سے غصے ہو گئے اور مہدی علیہ السلام کے طفیل ہم سے بھی غصے ہو گئے اور جیسا کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے اُن کو حکم دیا گیا تھا مہدی کو سلام بھیجنے کی بجائے اُن پر کفر کے فتوے لگانے شروع کر دیئے۔ اس کی تفصیل کا یہ وقت نہیں ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی بعض کتابوں میں تفصیل کے ساتھ اُن فتاوٰی کے الفاظ لکھ دیئے ہیں یہ بتانے کے لئے کہ کس قسم کی بے دھڑک فتویٰ بازی کی گئی گویا کہ مسلمانوں پر کوئی اخلاقی پابندی ہی نہیں ہے۔ لوگوں نے مسیح موعود علیہ السلام کو گالیاں دیں، کفر کے فتوے لگائے، مفسد و مفتری کہا لیکن چونکہ آپ سچے تھے اس لئے آپ کو کوئی خوف نہیں تھا کہ میں اپنی کتابوں میں ان چیزوں کو محفوظ کر کے چلا جاؤں۔

ہم اس مہدی علیہ السلام پر ایمان لائے ہیں یا کم از کم ہر احمدی یہ دعویٰ کرتا ہے بڑا بھی اور چھوٹا بھی مرد بھی اور عورت بھی کہ اس مدعی مہدویت پر ہم ایمان لائے ہیں۔ اس لئے ہمارا یہ فرض ہے کہ اس مہدی کے مقام کو پہچانیں۔ ہمیں یہ پتہ ہونا چاہیئے کہ خدا تعالیٰ کی نگاہ میں مہدی علیہ السلام کا کیا مقام ہے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک مسیح موعود علیہ السلام کا کیا مقام ہے (مہدی اور مسیح ایک ہی وجود کے دو نام ہیں) کہ مہدی معہود علیہ السلام کو اس زمانے کا حکم وعدل ماننا ضروری ہے۔ کئی دفعہ میں نے سوچا میں حیران ہوتا ہوں کہ بعض لوگ امام بخاریؒ کو تو یہ حق دیتے ہیں کہ وہ کئی لاکھ احادیث کے متعلق یہ فتویٰ دیں کہ یہ احادیث صحیح

نہیں۔اس لئے میں اپنی کتاب (یعنی بخاری شریف جو قرآن کریم کے بعد سب سے زیادہ صحیح اسلامی لٹریچر پر مشتمل کتاب سمجھی جاتی ہے اس) میں شامل نہیں کروں گا کیونکہ میرے نزدیک یہ مُشتبہ احادیث ہیں۔ امام بخاریؒ کا مقام تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کسی حدیث میں بیان نہیں ہوا۔لوگ اُن کو تو تنقید کا حق دیتے ہیں لیکن جس کا مقام احادیث میں بیان ہوا ہے کہ وہ حکم اور عدل ہوگا اس کے متعلق یہ لوگ کہتے ہیں کہ نہیں اس کا کوئی حق نہیں ہے حالانکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بعض احادیث کے متعلق فرمایا کہ ان کے بارہ میں مجھے بتایا گیا ہے کہ درحقیقت یہ احادیث اس اس طرح ہیں۔

پس یہ عجیب بات ہے جو شخص براہ راست اللہ تعالیٰ سے علم حاصل کرتا ہے اس کی بات کو ٹھکرانے کے لئے بعض لوگ تیار ہو گئے اور امام بخاری کو یہ حق دے دیا کہ وہ اپنی صحیح بخاری کے لئے لاکھوں احادیث کے مجموعہ سے صحیح حدیثوں کا انتخاب کریں۔ ویسے امام بخاریؒ کی ہر احمدی کے دل میں بڑی قدر ہے۔ اُنہوں نے بڑی محنت کی اور بڑے اخلاص سے اور بڑی دعاؤں کے بعد آخر صحیح بخاری کو مرتب کیا اور رطب و یابس پر مشتمل کئی لاکھوں احادیث کو شامل نہیں کیا۔ احادیث کی تحقیق میں اُنہوں نے اپنی ساری عمر خرچ کر دی۔ ایک ایک حدیث کی صحت کو معلوم کرنے کے لئے انہوں نے بعض دفعہ سینکڑوں میل کا سفر اختیار کیا صرف یہ پتہ لینے کے لئے کہ راویوں کا مقام کیا ہے وہ سچ بولنے والے ہیں یا نہیں، اُن کا حافظہ کیسا ہے۔ بعض دفعہ ایک شخص بڑا مخلص ہوتا ہے لیکن اگر اُس کا حافظہ کام نہیں کر رہا تو وہ ایسی بات کر جائے گا جو اصول روایت و درایت پر پوری نہیں اترتی۔ چنانچہ جب کئی لاکھ احادیث کا مجموعہ امام بخاری کے سامنے آیا تو انہوں نے دیکھا بعض احادیث کے الفاظ قرآن کریم سے ٹکراتے ہیں انہوں نے کہا یہ کس طرح ہوسکتا ہے؟ ان کا دماغ نہیں مانتا تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا فرمایا ہو۔اس شک کو دور کرنے کے لئے پھر وہ راویوں کو تلاش کرتے تھے۔

پس اُن کو تو بعض لوگوں کے نزدیک یہ حق پہنچ گیا کہ لاکھوں احادیث کو رد کر دیں لیکن ان لوگوں کے نزدیک مہدی علیہ السلام کو یہ حق کیوں نہیں پہنچتا جنہوں نے خدا سے سیکھ کر یہ بتانا ہے کہ کون سی حدیث درست ہے اور کون سی نہیں، کس حدیث کو رد کریں یا کس کو قبول کریں۔

جیسا کہ میں نے ابھی بتایا ہے غیر مبائعین حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو حکم اور عدل نہیں مانتے رہے اب تو وہ ویسے ہی ختم ہو گئے ہیں۔ میں اپنے ذوق کے مطابق ایک تاریخی مثال دے رہا ہوں آج کی زندگی کی مثال نہیں دے رہا کیونکہ میرے نزدیک تو اب اُن کا وجود ایسا نہیں رہا کہ اُن کی مثال دی جاسکے۔ بعض دفعہ اسی قسم کے خیالات بعض کمزور نوجوان احمدیوں کے دل میں بھی آجاتے ہیں مثلاً یہ کہ ہر صدی کے سر پر مجدّد آئے گا۔ یہ صدی ختم ہوگئی ہے اس لئے اب ہم نئے مجدّد کا انتظار کرتے ہیں۔ اگر اس قسم کا آدمی مجھ سے بات کرے تو میں اس کو یہ کہا کرتا ہوں کہ اس وقت جو مجدّد آچکا ہے تم اس کے احکام کی تو پہلے تعمیل کرو پھر نئے آنے والے کے متعلق سمجھیں گے کہ تم اُس کی بھی بات مان لو گے۔ جس کو مان چکے ہو اس کی بات کو تو تم تسلیم نہیں کرتے اس کی بات پر عمل کرنے کے لئے تیار نہیں اور آنے والے کا انتظار کر رہے ہو۔

اس میں کوئی شک اور شبہ کی گنجائش نہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام چودھویں صدی کے مجدّد کی حیثیت میں آئے لیکن اس کے ساتھ ہی اس بات میں بھی کوئی شک اور شبہ نہیں ہے کہ آپ اس دنیا کی زندگی کے سات ہزار سالہ دور کے آخری ہزار سال کے ''ہزار سال کے'' مجدّد کی حیثیت سے آئے ہیں اور یہی ایک فقرہ اس وقت میں آپ کو سنانا چاہتا ہوں جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے لیکچر سیالکوٹ میں لکھا ہے۔ آپ فرماتے ہیں:-

> ''اور ساتواں ہزار ہدایت کا ہے جس میں ہم موجود ہیں چونکہ یہ آخری ہزار ہے اس لئے ضرور تھا کہ امام آخرالزمان اس کے سر پر پیدا ہو اور اس کے بعد کوئی امام نہیں اور نہ کوئی مسیح مگر وہ جو اس کے لئے بطور ظلّ کے ہو۔ کیونکہ اس ہزار میں اب دنیا کی عمر کا خاتمہ ہے جس پر تمام نبیوں نے شہادت دی ہے اور یہ امام جو خدا تعالیٰ کی طرف سے مسیح موعود کہلاتا ہے وہ مجدّد صدی بھی ہے اور مجدّدِ الف آخر بھی۔''
>
> (لیکچر سیالکوٹ۔ روحانی خزائن جلد ۲۰ صفحہ ۲۰۸)

یعنی اس دنیا کا جو آخری ہزار سال ہے اس کے بھی آپ مجدّد ہیں اور چودھویں صدی کے بھی مجدّد ہیں اس لئے کسی کا یہ کہنا مثلاً غیر مبائعین کا کہ ہم اس دعویٰ کو تو مانتے ہیں کہ آپ

چودھویں صدی کے مجدّد ہیں مگر ہم اس دعویٰ کونہیں مانتے کہ دنیا کی زندگی کے اس دور یعنی آخری ہزار سال کے بھی آپ مجدّد ہیں۔ اگر تم یہ ماننے کے لئے تیار نہیں تو پھر تم نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو حَکم اور عدل کیسے مانا؟ آپ کا یہ دعویٰ کہ میں صرف ایک صدی کا مجدّد نہیں ہوں دس صدیوں کا مجدّد ہوں۔ میرے خیال میں یہاں اس وقت جو نوجوان بیٹھے ہیں اُن میں سے بہت کم نوجوانوں کے ذہن میں ہوگا حالانکہ وہ کتابیں پڑھتے ہیں بہتوں کو اس کا علم ہونا چاہیئے۔

پس مہدی معہود علیہ السلام کا صرف یہ دعویٰ نہیں ہے کہ میں چودھویں صدی کے سر پر مجدّد ہو کر آیا ہوں بلکہ آپ کا یہ دعویٰ بھی ہے اور اس میں کسی شک اور شبہ کی گنجائش نہیں ہے۔ آپ نے فرمایا اس انسانی زندگی کے دور کا جو آخری ہزار سال ہے اس ہزار سال کا خدا نے مجھے مجدّد بنایا ہے۔ جب خدا نے آپ کو ہزار سال کا مجدّد بنا دیا اور میں تو علیٰ وجہ البصیرت اس بات پر قائم ہوں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام جو بات کہتے ہیں وہ سچی ہے اس لئے اگر کوئی ۱۵ ویں صدی کا مجدّد ہوا یا ۱۶ ویں یا ۱۷ ویں کا ہوا تو اس کی قسم اور نوعیت وہ نہیں ہوگی جو ۱۳ ویں صدی کے مجدّد کی تھی بلکہ جیسا کہ آپ نے فرمایا ہے وہ آپ کے ظل کے طور پر مجدّد ہوگا۔

مجدّد کے متعلق میں ایک اور غلط فہمی دور کر دینا چاہتا ہوں۔ ایک صدی میں صرف ایک مجدّد نہیں ہوا کرتا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کوئی صدی مجدّد سے خالی نہیں ہوگی یہ نہیں فرمایا کہ کسی صدی میں ایک سے زیادہ مجدّد نہیں ہوں گے ان دونوں میں بڑا فرق ہے۔ تاریخ ہمیں بتاتی ہے کہ اگر ان مجدّدین کے اسماء جمع کریں جن کو مجدّد سمجھا گیا ہے تو ایک ایک صدی میں ایک سے زائد مجدّدیت کے دعویدار ہمیں مل جاتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے معاً پہلے کی صدی میں ہندوستان میں ایک بزرگ تھے جسے امت محمدیہ میں (ہندوستان کے رہنے والے مسلمانوں) نے مجدّد تسلیم کیا لیکن اب جو نئی کتابیں ہمارے سامنے آئیں تو ہمیں پتہ لگا کہ نائیجیریا میں اسی زمانہ میں عثمان فودیؒ نے مجدّد ہونے کا دعویٰ کیا تھا اور خالی یہ دعویٰ نہیں کیا بلکہ اس دعویٰ سے پہلے اُس علاقے کے بزرگوں کو خدا تعالیٰ نے کشف اور رویاء اور الہام کے ذریعہ بتایا تھا کہ تمہارے علاقے میں ایک مجدّد پیدا ہونے والا ہے۔ چنانچہ وہ مقامی

بشارتوں کے مطابق پیدا ہوئے اور انہوں نے تجدید دین کی اور بڑی زبردست تجدیدِ دین کی۔ ویسے ان کا مشن صرف بعض بدعات کو دور کرنا تھا جب کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تجدیدِ دین تمام بدعات کو مٹانے پر حاوی ہے۔

خدا تعالیٰ نے ان کو بڑا تقویٰ بھی دیا تھا اور ان کو بڑی فراست بھی عطا کر رکھی تھی۔ میں نے ان کی ساری کتاب پڑھی ہے بڑا لطف آتا ہے ان کی کتاب پڑھنے سے۔ اب اس زمانہ ہی کو دیکھ لو مسلمانوں کی جو دنیا ہے اس میں لباس کے بارہ میں بدعات آگئیں، کوئی ایک انتہا پر پہنچا ہوا ہے تو کوئی دوسری انتہا پر۔ گویا مسلمان افراط و تفریط کا شکار ہیں۔ کچھ لوگوں نے کہا جس طرح یورپ میں مردوں اور عورتوں کا عام طور پر آدھے ننگے پھرنے کا رواج ہے اُسی طرح مسلمان بھی لباس پہن لیں تو کیا حرج ہے۔ مسلمان بھی کہلاتے ہیں اور اس قسم کے لباس پہننے میں کوئی حرج بھی نہیں سمجھتے اور ستر جس کا اسلام نے حکم دیا ہے اس کی پرواہ نہیں کرتے اور دوسری طرف تفریط کا یہ حال ہے کہ اگر لباس ٹخنوں سے نیچے ہو تو مارنے لگ جاتے ہیں۔ اس سلسلہ میں مَیں آپ کو ایک لطیفہ سنا دیتا ہوں۔ پچھلے سال جب میں لندن میں تھا تو وہاں مجھے پتہ لگا کہ ایک کمیونسٹ ملک ہے جس میں بہت سے ایسے علاقے بھی ہیں جہاں مسلمان رہتے ہیں اور ان کو آزادی ہے کہ وہ نمازیں اور قرآن کریم خود بھی پڑھیں اور بچوں کو بھی پڑھوائیں لیکن ماحول ایسا گندہ ہے کہ بہت سے بچوں پر بھی اثر انداز ہوتا ہے لیکن کوئی سختی نہیں کرتا۔ غیر ملک سے بعض علماء وہاں گئے تو انہوں نے دیکھا کہ ان کی پتلونیں ٹخنوں سے نیچے گئی ہوئی ہیں وہ بولے بھلا یہ کہاں کے مسلمان ہوئے، ان کی پتلونیں ٹخنے سے نیچے ہیں۔ اس لئے ان کو سبق دینے کے لئے انہوں نے آپس میں مشورہ کیا کہ جب نماز کھڑی ہو تو ایک آدمی نماز میں شامل نہ ہو بلکہ وہ ڈنڈا پکڑ لے اور جب سارے نماز کی نیت باندھ لیں اُس وقت ان کے ٹخنوں پر ڈنڈا مارے اور کہے کہ تمہاری پتلونیں ٹخنوں سے نیچے گئی ہوئی ہیں تم نماز کیسے پڑھ رہے ہو۔ غرض بجائے ان کو سمجھانے کے ڈنڈے مارنے کا طریق اختیار کیا حالانکہ سمجھانا بھی غلط طریق ہے چہ جائیکہ ڈنڈے مارنا۔ اصل تو یہ مسئلہ نہیں ہے اور میں ابھی بتاتا ہوں کہ اصل مسئلہ کیا ہے غرض جب لوگوں نے ڈنڈے کھائے تو اُن کو بہت غصہ آیا کہ یہ مسجد کی بے حرمتی

ہے اور نماز کی بے حرمتی ہے۔ دوسری طرف جیسا کہ میں نے بتایا ہے کہ آدھے ننگے پھرنے والے مسلمان یہ سمجھنے لگ گئے کہ کوئی بات نہیں یہی لباس ٹھیک ہے۔ میں ساری دنیا کے مسلمانوں کی بات کر رہا ہوں صرف پاکستان کی بات نہیں کر رہا لیکن عثمان فودیؒ نے وہ ساری حدیثیں نوٹ کر دیں جن میں لباس کے متعلق ہدایات دی گئی ہیں اور اس سلسلہ میں انہوں نے بڑا مطالعہ کیا ہے اور آخر نتیجہ یہ نکالا اور کتنے صحیح نتیجہ پر پہنچے کہ سنت نبویؐ یہ ہے کہ انسان کو جس قسم کا لباس میسر آئے وہ اُسے پہن لے یعنی اگر اسلام نے ساری دنیا میں پھیلنا ہے اور انتہائی طور پر سرد ممالک میں بھی اُس نے جانا ہے اور انتہائی گرم ممالک میں بھی جانا ہے تو اس قسم کی قید و بند کا مطلب ہے کہ بے شک کسی کو سردی لگ جائے بیمار ہو جائے پتلونیں پنڈلی کے وسط سے نیچے نہ جائیں۔ یہ تو بالکل نامعقول بات ہے اسلام اس قسم کی نامعقول بات کا حکم نہیں دیتا۔ اس واسطے عثمان فودیؒ نے لکھا کہ حالات کے مطابق جس قسم کا کپڑا میسر آتا ہے وہ پہن لیا جائے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ابتدائی زمانہ میں مسلمان غریب تھا۔ لوگ انتہائی غربت کی زندگی گذار رہے تھے اور بڑی قربانیاں دے رہے تھے اب تو ہمیں بہت آسانیاں حاصل ہیں مثلاً میں نے کوٹ پہن رکھا ہے۔ دوستوں نے بھی اسی قسم کے گرم کپڑے اور چادریں لی ہوئی ہیں کیونکہ موسم سرد ہے لیکن جس زمانے کی میں بات کر رہا ہوں اس وقت گھٹنوں سے اوپر اُن کی دھوتیاں ہوا کرتی تھیں۔ یہاں تک کہ لوگ جب مسجد میں نماز پڑھتے تھے تو پیچھے سے ننگے ہو جایا کرتے تھے عورتیں پچھلی صف میں نماز پڑھتی تھیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو فرمایا تم سجدہ سے اُس وقت سر اُٹھایا کرو جب مرد اُٹھ جایا کریں حالانکہ اصولی طور پر یہ حکم ہے کہ امام کے ساتھ مقتدی سجدے سے اُٹھے لیکن عورتوں کو اس کے خلاف یہ حکم دیا کہ تم دیر سے سجدہ سے سر اُٹھاؤ دوسری طرف مردوں کو یہ نہیں کہا کہ تمہیں میسر آئیں یا نہ آئیں لمبی دھوتیاں پہنا کرو۔ اس لئے کہ دِیْنُ اللّٰہِ یُسْرٌ اسلام کے اندر کوئی سختی نہیں ہے۔ اسلام انسان کی فراست تیز کرنے کے لئے آیا ہے عقلیں مارنے کے لئے تو اسلام نہیں آیا۔

پھر ایک ہی صدی کے دوسرے مجدّد ہمارے علم میں آ گئے اور وہ تھے امیر تیمور جو اپنے زمانے کے بڑے زبردست بادشاہ بھی ہوئے ہیں گو انگریزوں نے تعصب کی وجہ سے ان کے

خلاف بہت کچھ لکھا ہے لیکن وہ بڑا دیندار اور متقی شخص تھا انگریزوں نے تعصب کی بنا پر اُن پر ظلم وتشدد کے الزامات لگائے ہیں حالانکہ انہوں نے کسی جگہ چڑھائی نہیں کی جب تک ان کے مرشد نہیں کہتے تھے کہ فلاں جگہ کا بادشاہ اپنی رعایا پر ظلم کر رہا ہے تم رعایا کو اس کے ظلم سے بچانے کے لئے اُس پر حملہ کرو۔ امیر تیمور کے مرشد بڑے پایہ کے بزرگ تھے۔ چنانچہ وہ ظلم کو مٹانے کے لئے اور اپنے مرشد کی ہدایت پر دوسرے ملکوں پر حملے کرتے تھے۔ خیر یہ تو ایک ضمنی بات ہے اصل مسئلہ جو میں اس وقت سمجھانا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ خود امیر تیمور نے لکھا ہے کہ میرے وقت کے تمام علماء نے لکھ کر فتویٰ دیا ہے کہ میں اس زمانے کا مجدّد ہوں۔ نہ صرف یہ بلکہ انہوں نے اپنی تزک تیموری میں ایک اور امیر یا بادشاہ کا نام لیا ہے جو اپنے زمانہ کا مجدّد تھا صرف اس بات کی تجدید کی کہ نماز میں درود پڑھنا فرض ہے۔ دیکھیں انسان کا دماغ کس طرح بہکتا ہے۔ اس کے زمانہ میں یہ فتویٰ دے دیا گیا کہ نماز میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنا حرام ہے حالانکہ ہم ہر التّحیَات میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجتے ہیں مگر انہوں نے یہ فتویٰ دے دیا کہ درود بھیجنا حرام۔ ہے یہ شخص جسے امیر تیمور نے مجدّد کہا ہے اپنے دل میں خدا کا خوف رکھتا تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا پیار تھا اس کے دل میں، اس لئے اس نے سوچا علماء نے یہ کیا فتویٰ دے دیا ہے چنانچہ اس نے سارے علماء کو اکٹھا کیا اور کہا میرے ساتھ مناظرہ کرو اور مجھے قائل کرو تب میری مملکت میں تمہارا فتویٰ چلے گا۔ اس نے مناظرہ کے دوران علماء کو دلائل دے دے کر قائل کیا کہ درود پڑھنا حرام نہیں بلکہ ضروری ہے اور ہر نماز میں ضرور پڑھنا چاہیئے چنانچہ امیر تیمور نے لکھا کہ اُن کی صرف یہی تجدید ہے کہ انہوں نے اپنے زمانہ کی اس بدعت کو دور کر دیا اس واسطے وہ اپنے زمانہ کا مجدّد ہے۔

پس مجدّد، مجدّد میں فرق ہے کوئی ایک صدی کا مجدّد ہوتا ہے کوئی اپنے وقت کا مجدّد ہوتا ہے۔ ہر صدی کے مجدّدین اپنے اپنے علاقے کے مجدّد ہوتے رہے ہیں اور یہ بات بڑی نمایاں ہے۔ ہم نے کئی دفعہ سمجھایا ہے ہم سے دور جانے والے لاہور میں بسنے والے غیر مبائعین احمدیوں کو کہ تم کسی ایک مجدّد کی مثال دو جس نے اپنے ملک سے باہر مشن کھولے ہوں۔ اسلام کی اشاعت یا مسلمانوں کی اصلاح یا بدعات کو دور کرنے کی اندرونی جنگ کے لئے عالمگیر

جہاد کیا ہو۔ کسی ایک مجدّد نے یہ کام نہیں کیا صرف ایک شخص نے کیا جو مہدی معہود ہے۔ اسی واسطے شیعوں کی حدیث میں ہے وہ اگرچہ مہدی کو قائم منتظر مانتے ہیں لیکن اس حقیقت کو مانتے ہیں کہ مہدی علیہ السلام کا مقام نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے قبل جتنے نبی ہوئے ہیں ان سے بلند اور ارفع ہے اور وہ اس کی یہ دلیل دیتے ہیں کہ مہدی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ظل کامل ہیں لیکن آپ سے پہلا کوئی نبی ظل کامل نہیں ہے۔ ہم احمدیوں کے نزدیک وہ بھی ظل کے طور پر ہیں کیونکہ اصل شریعت، شریعت محمدیہ ہے جسے قرآن کریم نے الکتاب کہا ہے۔ چنانچہ قرآن کریم میں آتا ہے اُوْتُوْا نَصِيْبًا مِّنَ الْكِتٰبِ (اٰل عمران: ۲۴) گویا پہلے انبیاء کو قرآن کریم کی شریعت کا ایک حصہ دیا گیا تھا لیکن مہدی علیہ السلام کو سارے قرآن کی سمجھ اور فہم عطا کیا گیا ہے اور ساری دنیا کی اصلاح اس کے مدِّنظر ہے۔

پس یہ مقام ہے مہدی معہود علیہ السلام کا۔ تم اس مقام کو پہچانو اور خدا تعالیٰ کے فضلوں کے وارث بنو ورنہ آدھے اِدھر اور آدھے اُدھر، اس کا تو کوئی فائدہ نہیں پھر تو خدا تعالیٰ بھی ناراض اور دنیا بھی ناراض۔ یہ تو میرے نزدیک کوئی مزے کی زندگی نہیں۔ خدا تعالیٰ کا فضل ہے جماعت کی تو کوئی مثال ہی نہیں ہے۔ ان کی قیمت کے لحاظ سے اگر کوئی یہ کہے کہ ایک احمدی کی قیمت کسی قیمتی ہیرے جتنی ہے تو میں کہوں گا غلط ہے۔ میرے نزدیک اس سے بھی زیادہ قیمت ہے لیکن شیطان بھی ساتھ لگا ہوا ہے نفس کی کمزوریاں بھی ہیں اس واسطے تم اپنا محاسبہ کر کے اپنی اصلاح کی طرف توجہ کیا کرو کیونکہ اب تو یہ بڑا نازک دور ہے جس میں ہم داخل ہو چکے ہیں۔ میں نے کئی دفعہ کہا ہے اور یہ کہتے کہتے کبھی نہیں تھکوں گا کہ ایک بڑے نازک دور میں ہم داخل ہو چکے ہیں۔ اگلے ۱۵۔۲۰ سال کے عرصہ میں پتہ نہیں اللہ تعالیٰ ہم سے کتنی قربانیاں لینا چاہتا ہے ہمیں یہ قربانیاں بشاشت کے ساتھ دے دینی چاہئیں۔ آخر ۱۹۷۴ء کا سال قربانیوں کا سال تھا نا۔ اُس وقت یوں لگتا تھا کہ پتہ نہیں کیا ہو گیا لیکن ہم شاہراہ غلبۂ اسلام پر آگے ہی آگے بڑھتے چلے گئے اور کہیں سے کہیں پہنچ گئے۔ اس شاہراہ پر ۱۹۷۴ء کا کوئی نشان مجھے نظر نہیں آ رہا۔ سارے نشانات ختم ہو گئے۔ خدا تعالیٰ نے جماعت پر بڑا فضل فرمایا جتنی کسی نے بشاشت کے ساتھ قربانی دی اتنی ہی جلدی خدا نے اس پر زیادہ فضل فرمایا اور اس کے گھر کو بھر

دیا حالانکہ مکان اور دوسری جائیدادیں لوٹی اور جلائی گئی تھیں اور بڑا ظلم ہوا تھا۔ میں اُن دنوں ہفتوں سویا نہیں یہ ایک حقیقت ہے لیکن وہ نشان مٹ گئے۔

میں نے پہلے بھی کئی دفعہ بتایا ہے ان دنوں ہمارے دو نوجوان مبلغوں کو بس میں اتنا پیٹا گیا کہ ان کے منہ سوجھ گئے اور گردنیں اکڑ گئیں۔ سوجھے ہوئے منہ اور گردنیں لے کر وہ میرے پاس آ گئے اور کہنے لگے کہ دس میل کے سفر کے دوران ساری بس نے ہمیں مارا ہے۔ میں دیکھ کر ہنس پڑا۔ میں نے ان سے کہا میں تمہیں ایک بات بتاتا ہوں۔ تمہارے منہ اور گردن کا یہ ورم ۴۸ گھنٹے کے اندر اندر ختم ہو جائے گا اس لئے فکر نہ کرو چنانچہ وہ خوش خوش واپس چلے گئے اور ٹھیک ۴۸ گھنٹے کے بعد دفتر والوں نے مجھے اطلاع دی کہ ان میں سے ایک ملنا چاہتا ہے میں سمجھ گیا کہ کیوں؟ میں نے کہا بھیج دو جب وہ میرے پاس آیا تو کہنے لگا میں آپ کو اپنی گردن دکھانے کے لئے آیا ہوں کہ ۴۸ گھنٹے کے اندر اندر ورم کا نام و نشان نہیں رہا۔

پس ایک تو ہمیں اپنے فرائض کا علم ہونا چاہئیے دوسرے ان فرائض کو ہم تبھی ادا کر سکتے ہیں جب ہمیں پختہ یقین ہو کہ مہدی علیہ السلام کا یہ مقام ہے خدا تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک۔ اس مقام کو پہچاننے کے بعد نوع انسانی کی خدمت میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کرنا چاہیئے۔ ہم کسی کے دشمن نہیں اور نہ کسی کا سر کاٹنا چاہتے ہیں ہم تو کسی کو ایک کانٹا بھی نہیں چبھونا چاہتے لیکن ہم اُن کو اس گڑھے سے بچانا چاہتے ہیں جس کے اندر آگ جل رہی ہے اور وہ اس کے کنارے پر کھڑے ہیں۔ ہماری یہ کیفیت ہے ہمارے دل میں ان کے لئے غصہ نہیں بلکہ رحم ہے۔ رحم بھی ہلکی چیز ہے ہمارے دل میں لَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ اَلَّا يَكُوْنُوْا مُؤْمِنِيْنَ (الشعراء : ۴) والی کیفیت ہے اور یہ رحم کی کیفیت سے زیادہ شدت اپنے اندر رکھتی ہے اس لئے تم اپنے اندر یہ کیفیت پیدا کرو اور خدا کے حضور بہت دعائیں کرو کہ وہ تمہیں صراط مستقیم پر قائم رکھے اور جس مقصد کے لئے مہدی علیہ السلام کو مبعوث کیا گیا ہے اس مقصد کو پورا کرنے کے لئے آپ کی زندگیاں عملاً وقف رہیں۔ خدا کرے کہ ایسا ہی ہو۔

(از رجسٹر خطبات ناصر غیر مطبوعہ)